رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ ٹیلیفون نمبر ۹۱

اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل
روزنامہ
قادیان

اللّٰہ اکبر

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ عہ
ششماہی ہعہ
سہ ماہی ہے

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۲۵ | مورخہ ۵ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۷ جنوری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو بواسیر کے ورم کی وجہ سے بہت تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

خواجہ رحیم بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر لاہور ڈویژن نے معہ انسپکٹنگ سٹاف مدارس گورداسپور ضلع ۱۶ جنوری کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معائنہ کیا۔

ماسٹر نذیر حسین صاحب چغتائی نے اپنی لڑکی کے ختنہ پر بہت سے احباب کو مدعو کیا۔

مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری چند روز سے ملیریا بخار سے بیمار ہیں۔ دو روز سے زیادہ تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

افسوس جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی ماموں زاد ہمشیرہ لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد فوت ہو گئیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے

(الحکم)

”ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ میں سیالکوٹ میں تھا۔ تو ایک دن بارش ہو رہی تھی جس کمرہ کے اندر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس میں بجلی آئی۔ سارا کمرہ دھوئیں کی طرح بھر گیا۔ اور گندھک کی سی بو آتی تھی لیکن ہمیں کچھ ضرر نہ پہنچا۔ اسی وقت وہ بجلی ایک مندر میں گری جو کہ تیجا سنگھ کا مندر تھا۔ اور اس میں ہندوؤں کی رسم کے مطابق طواف کے واسطے پیچ در پیچ اردگرد دیوار بنی ہوئی تھی۔ اور وہ اندر بیٹھا ہوا تھا بجلی ان تمام چکروں میں سے ہو کر اندر جا کر اس پر گری اور وہ جل کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہو گیا۔ دیکھو وہی بجلی کی آگ تھی جس نے اس کو جلا دیا۔ مگر ہم کو کچھ ضرر نہیں دے سکی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی۔ ایسا ہی سیالکوٹ کا ایک اور واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ رات کو میں ایک مکان کی دوسری منزل میں سویا ہوا تھا۔ اور اسی کمرہ میں میرے ساتھ پندرہ سولہ اور آدمی بھی تھے۔ رات کے وقت شہتیر میں ٹک ٹک کی آواز آئی۔ میں نے آدمیوں کو جگایا۔ کہ شہتیر خوفناک معلوم ہوتا ہے یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا۔ کوئی چوہا ہوگا۔ کچھ خوف کی بات نہیں۔ اور یہ کہہ کر پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر ویسی ہی آواز سنی۔ تب میں نے ان کو دوبارہ جگایا۔ مگر پھر بھی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی پھر تیسری بار شہتیر سے آواز آئی۔ تب میں نے ان کو سختی سے اٹھایا۔ اور سب کو مکان سے باہر نکالا۔ اور جب سب نکل گئے تو خود بھی وہاں سے نکلا۔ ابھی میں دوسرے زینہ پر تھا۔ کہ وہ چھت نیچے گری۔ اور دوسری چھت کو بھی ساتھ لے کر نیچے جا پڑی۔ اور چارپائیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں۔ اور ہم سب بچ گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی معجزہ نما حفاظت ہے۔ جب تک کہ ہم وہاں سے نکل نہ آئے شہتیر گرنے سے محفوظ رہا۔ ایسا ہی ایکدفعہ ایک بچھو میرے بستر کے اندر لحاف کے ساتھ مرا ہوا پایا گیا۔ اور دوسری دفعہ ایک بچھو لحاف کے اندر چلتا ہوا پکڑا گیا۔

قادیان کے ووٹر یاد رکھیں

جن اصحاب یا خواتین کا ووٹ قادیان میں درج ہے۔ مگر وہ اس وقت قادیان سے باہر گئے ہوئے ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ ۲۵ جنوری تک ضرور قادیان پہونچ جائیں۔ تاکہ وقت مقررہ پر اپنا ووٹ دے سکیں۔ کیونکہ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ جنوری کو قادیان کے ووٹروں کا پولنگ ہوگا۔ یہ ایک نہایت ضروری معاملہ ہے۔ جس کے واسطے بہنوں اور بھائیوں کو خاص طور پر وقت نکال کر قادیان پہونچنا چاہیئے۔ جو ووٹر اس وقت قادیان میں مقیم ہیں۔ انہیں بھی ان تاریخوں پر قادیان سے باہر نہ جانا چاہیئے ؀

ہندوستان بھر میں ٹرنک ٹیلیفون والا پہلا گاؤں

اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ فیض پور جہاں دسمبر ۱۹۳۶ء میں کانگرس کا اجلاس ہوا۔ ہندوستان بھر میں پہلا گاؤں ہے۔ جس کا ٹرنک ٹیلیفون کے ذریعہ تمام دنیا سے تعلق قائم رکھا جائے گا۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ ہندوستان میں سب سے پہلا گاؤں قادیان ہے۔ جس کا ٹرنک ٹیلیفون کے ذریعہ تمام دنیا سے تعلق قائم ہوا فیض آباد میں ٹیلیفون عارضی طور پر محض کانگرس کے اجلاس کے لئے لگایا گیا تھا۔ اور اب تاروں کے اتارنے پر چونکہ بہت خرچ آتا ہے۔ اس لئے حکام نے خرچ نہ برداشت کرنے کی خاطر یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ٹیلیفون نہ اٹھایا جائے ورنہ اس گاؤں کو نہ ٹیلیفون کی ضرورت ہے۔ اور نہ اس کی خاطر ٹیلیفون لگایا گیا لیکن قادیان میں خود قادیان کی اہمیت کی وجہ سے ٹیلیفون لگایا گیا اور مستقل طور پر لگایا گیا پس ہندوستان بھر میں پہلا گاؤں قادیان ہے جسکا ٹرنک ٹیلیفون کے ذریعہ تمام دنیا سے تعلق قائم ہوا ؀

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

(۱) سال سوم کی تحریکِ جدید کے اعلان پر ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ کیا اس عرصہ میں آپ نے اپنے فرائض کو ادا کر دیا؟

(۲) تحریکِ جدید کے وعدوں کی آخری میعاد ۳۱ جنوری ہے۔ اس تاریخ کے بعد کوئی وعدہ قبول نہ کیا جائے گا۔ سوائے ان ممالک کے جن کو مستثنےٰ کیا گیا ہے ؀

(۳) مومن کی علامت یہ ہے۔ کہ وُہ سابق بالخیرات ہوتا ہے۔ پس آپ کا صرف یہی فرض نہیں۔ کہ ۳۱ جنوری سے پہلے اپنے وعدے سے اطلاع دے دیں۔ بلکہ جس قدر پہلے آپ وعدہ لکھاتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ ثواب کے آپ مستحق بنتے ہیں۔

(۴) تحریکِ جدید کا وعدہ پورا کرنے کی آخری میعاد ہندوستان کے لئے ۳۱ دسمبر ہے۔ لیکن جو شخص جسقدر جلد پہلے رقم ادا کرتا ہے۔ اتنا ہی ثواب کا زیادہ مستحق ہے۔ سوائے اسکے جو خدا تعالےٰ کی نگاہ میں معذور ہے۔

(۵) جسقدر پہلے رقم جمع ہو جائے۔ اتنا ہی زیادہ اس سے خدمتِ دین میں فائدہ پہونچ سکتا ہے۔

(۶) بیشک یہ چندہ اختیاری ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اختیاری چندہ ہی زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے۔

(۷) دشمن اپنے سارے لشکر سمیت اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہے۔ اسلام اور احمدیت آپ سے ہر ممکن قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تاریکی کے فرزندوں اور نور کے فرزندوں میں ضرور نمایاں فرق ہونا چاہیئے۔

(۸) اس تحریک کا ہر شخص کے کان تک پہونچ جانا ضروری ہے۔ پس یہ بھی ثواب کا کام ہے۔ کہ آپ اپنے بھائی تک اس کی اطلاع پہونچا دیں۔ اور اسے اس میں شامل ہونے کی تحریک کریں جو آپ کی تحریک پر حصہ لیتا یا زیادہ حصہ لیتا ہے۔ اسکے ثواب میں آپ بھی برابر کے شریک ہونگے۔

(۹) خدا تعالےٰ کے کام بندوں کی مدد کے محتاج نہیں۔ وُہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ مگر مبارک ہے وُہ جس کے ہاتھ کو خدا تعالےٰ اپنا ہاتھ قرار دے دے۔ کہ وہ برکت کو پا گیا اور رحمت کا وارث ہوگا ؀

(۱۰) تحریکِ جدید سال دوم کا بقایا جن افراد یا جماعتوں کے ذمہ ہو۔ انکو بھی فوری ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ؀

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد

اخبارِ احمدیہ

درخواستِ دعا رحمۃ اللہ صاحب جمعدار کنندیاں اکثر بیمار رہتے ہیں۔ احباب ان کی صحت اور ملازمت کے استقلال کے لئے دعا کریں۔

ولادت چوہدری عبدالرحیم صاحب کاٹھ گڑھی انچارج دفتر محمود آباد و ناصر آباد کے ہاں ۶ جنوری کو غلام محمد صاحب مدرس چیچھہ کے ہاں ۲۰ دسمبر کو اور شیر محمد صاحب بقاپوری کے ہاں ۱۱ جنوری کو لڑکا تولد ہوا۔ احباب سب کی درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کریں ؀

دعائے نعم البدل ماسٹر فضل داد صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا لڑکا عبدالرشید ۵ جنوری فوت ہو گیا احباب دعائے نعم البدل کریں۔

امرتسر کے مقدمہ کا فیصلہ

۱۵ جنوری کو مسٹر اے۔ برائن آئی۔ سی۔ ایس مجسٹریٹ درجہ اول امرتسر نے اس مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ جس میں امرتسر کے احراری بہار الحق قاسمی عبدالمجید بٹ۔ احمد دین۔ نور احمد عبداللہ۔ بشیر احمد ماخوذ تھے عدالت نے زیر دفعہ ۱۴۷۔ ۲۹۷ تعزیرات ہند اول الذکر دو مجرموں کو چار چار ماہ قید سخت اور بی کلاس میں رکھے جانے کا حکم دیا۔ اور آخر الذکر ملزمان کو تین تین ماہ قید سخت کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۵ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

مولوی محمد علی صاحب کی جماعت احمدیہ پر خلافِ دیانت نکتہ چینی

اخلاقِ عالیہ کا مظاہرہ

مولوی محمد علی صاحب کے جس خطبہ جمعہ کا ذکر ایک گزشتہ پرچہ میں کیا گیا ہے اس میں انہوں نے اس بات پر بڑے کرب اور غصہ کا اظہار کیا ہے۔ کہ قادیان میں کارخانے اور کوٹھیاں بن رہی ہیں۔ اور اس سلسلہ میں اپنے اخلاق عالیہ کا یہاں تک مظاہرہ کیا ہے۔ کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل کی قائم کردہ جماعت احمدیہ کو دیال باغ کے دہریوں کی پارٹی کے مشابہ بتایا ہے۔ اور دوسری طرف یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ شیطان نے جماعت احمدیہ پر قبضہ جما لیا ہے۔ اور اصل کام سے اس کی توجہ ہٹانے کے لئے نئی سکیموں میں اسے الجھا دیا ہے ؎

حیرت ہے۔ مولوی صاحب نے نہ صرف اپنی گزشتہ ان بداخلاقیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے جن کا ایک بہت بڑا ذخیرہ انکی تحریروں میں موجود ہے۔ بلکہ حال کی بدزبانیوں میں مبتلا ہوتے ہوئے دیا اسلوب بیان اس وقت اختیار کیا ہے۔ جبکہ اپنی بلند اخلاقی کا بلند بانگ دعوےٰ کرتے ہوئے وہ یہ فرما رہے ہیں کہ "اصلی روحانیت وہ ہے۔ جس سے بلند اخلاق پیدا ہوں۔ اگر یہ دیکھنا ہو۔ کہ کسی قوم کے اندر روحانیت کس حد تک ہے۔ تو اس کے اخلاق دیکھو"

(پیغام ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۷ء)

اگر مولوی صاحب اس خود بیان کردہ کلیہ سے اپنے آپ کو مستثنےٰ نہیں سمجھتے۔ تو خدارا غور کریں۔ کہ کچھ عرصہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف ان کے غیظ و غضب میں جو طوفان اٹھا ہوا ہے اور جس کی نذر وہ نہ صرف اخلاق و انسانیت کو بلکہ دیانت اور امانت کو بھی کر چکے ہیں وہ ان کی "بلند اخلاقی" اور "اصلی روحانیت" کا کیسا شرمناک ثبوت پیش کر رہا ہے ؎

غیر مبائعین اور دیال باغ

مولوی صاحب کو جس "قوم" کی قیادت کا فخر حاصل ہے۔ اس کی "روحانیت" اور "بلند اخلاقی" تو رہی ایک طرف۔ خود مولوی صاحب کی اخلاقی حالت کے علاوہ ان کی دیانت اور تقوےٰ کا اس سے اندازہ لگائیے۔ کہ انہیں ان تحریکات میں جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ کی ترقی اور بہتری کے لئے جاری فرما رہے ہیں "ایسی چیزیں چھپی ہوئی" نظر آ رہی ہیں۔ جنہیں وہ "دیال باغ جیسی سکیمیں" فرما رہے ہیں۔ اور جن کی بنا پر اخلاق اور روحانیت کے بلند مینار پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ "شیطان اصل کام سے توجہ ہٹانے کے لئے انہیں سامنے لے آیا ہے۔" لیکن مولوی صاحب کو اپنے گھر میں اپنے قریبی رشتہ داروں میں۔ اور اپنے بہترین مددگاروں میں یہ نظر نہیں آتا۔ کہ وہ کس طرح "دیال باغ" پر لٹو ہو رہے اور کیونکر مولوی صاحب سے دل برداشتہ ہو کر ادھر کھچے چلے جا رہے ہیں ؎

مولانا یعقوب خاں صاحب کا مضمون

"الفضل" کے ایک گزشتہ پرچہ میں ہم مولانا یعقوب خاں صاحب بی۔ اے کا ایک مضمون درج کر چکے ہیں جو انہوں نے "دیال باغ" کے متعلق لکھا۔ مولانا موصوف مولوی محمد علی صاحب کے رفقاء اور مددگاروں میں سے چوٹی کے انسان ہیں۔ ان کے انگریزی اخبار "لائٹ" کے ایڈیٹر ہیں۔ اور ان کے نہایت عزیز رشتہ دار بھی ہیں۔ انہوں نے مذکورہ بالا مضمون مولوی محمد علی صاحب کی "قوم" کے انگریزی آرگن "لائٹ" میں لکھا۔ اور اس "قوم" کو "دیال باغ" سے بہت کچھ سیکھنے کی تلقین کرنے کے لئے لکھا:۔

اگرچہ اس مضمون کا ایک ایک لفظ "دیال باغ" اور اس کے "مالی" کی اس قدر تعریف و توصیف سے پُر ہے۔ کہ اس کا عشر عشیر بھی کبھی غیر مبائعین کے "مدینۃ المسیح" اور ان کے "حضرت امیر" کو اپنے کسی مداح کی طرف سے میسر نہیں آیا۔ لیکن ذیل میں اس کے چند جستہ جستہ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:۔

دیال باغ سے اظہارِ عقیدت

مولانا یعقوب خاں صاحب لکھتے ہیں:۔

۱۔ "دیال باغ حقیقی معنی میں باغِ رحمت دنیا کے لئے شمعِ ہدایت کا کام دیتا ہے"

۲۔ "دیال باغ سچ مچ رشکِ گلزارِ جنت نظر آتا ہے۔ جسے دیکھ کر قرآن مجید کی یہ آیت سامنے آ جاتی ہے۔ اے آدم تو اور تیری بیوی دونوں اس باغ میں رہو"

ان الفاظ میں "دیال باغ" سے جس والہانہ عقیدت اور اخلاص کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ وہ بالکل ظاہر و باہر ہے۔ یہ الفاظ یقیناً مولوی محمد علی صاحب نے دیکھے پڑھے اور سمجھے۔ لیکن ایک لفظ بھی ان کے خلاف ان کے قلم سے نہ نکلا۔ گویا "دیال باغ" کی اس غیر معمولی تعریف نے جسے شاید ہی کسی اور مسلمان کا قلم برداشت کر سکے۔ مولوی محمد علی صاحب کو بھی مسحور کر لیا۔ لیکن آج وہ بڑی بے باکی سے ایک طرف تو "دیال باغ جیسی سکیموں" کو "شیطان کا عجیب و عجیب رنگوں سے دھوکہ" کہہ رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ فرما رہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے اندر انہیں ایسی چیزیں چھپی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ اور ان پر سے پردہ اٹھا کر دیکھنے کا انہیں فخر حاصل ہو چکا ہے۔ مگر گزارش یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کی وہ دُور بین نگاہ جو ہماری چھپی ہوئی چیزوں کو بھی دیکھ سکتی ہے اور وہ ہمت جو پردہ اٹھا کر جھانک سکتی ہے۔ وہ اس وقت کہاں تھی۔ جب مولانا یعقوب خاں صاحب نے دیال باغ کی شان میں مدحیہ قصیدہ لکھا۔ اور اخبار "لائٹ" میں شائع ہوا۔ اس بالکل نمایاں اور ظاہر واقعہ کو نظر انداز کر دینا لیکن جماعت احمدیہ کے خلاف اسی قسم کی چھپی ہوئی باتوں کا کھوج لگانے کا دعوےٰ کرنا۔ اور پھر یہ کہنا کہ شیطان نے اصل کام سے جماعت احمدیہ کی توجہ ہٹانے کے لئے اسے ان باتوں میں ڈال دیا ہے۔ کسی ایسے ہی انسان کا کام ہو سکتا ہے۔ جو دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھنے کا تو دعوےٰ کرے۔ لیکن اپنی آنکھ کے شہتیر سے انکار کرے۔ اور یہ طریق عمل دیانت داری سے جو نسبت رکھتا ہے۔ وہ ظاہر ہے ؎

"صاحب جی مہاراج" سے عقیدت

مولانا یعقوب خاں صاحب نے "دیال باغ" کے متعلق ہی حسنِ عقیدت کا بڑے جوش سے اظہار نہیں کیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو جن میں مولوی محمد علی صاحب بھی شامل ہیں۔ ایسا ہی کرنے کی تحریک نہیں کی۔ بلکہ اس باغ کے مالی "صاحب جی مہاراج" کے متعلق بھی لکھا ہے:۔

"خوش قسمتی سے ہمیں بھی ان کی تقریر سننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ہم سچ کہتے ہیں۔ کہ اگر ہم اپنی آنکھیں بند کر لیتے تو یہی محسوس کرتے کہ اسلام کا ایک فاضل ترین نمائندہ تقریر کر رہا ہے"۔

مولوی محمد علی صاحب کو اس پر بھی غیرت نہ آئی۔ حالانکہ یہ الفاظ ان کی "امارت" کی بوسیدہ عمارت کے لئے ڈائنامیٹ سے کم نہیں۔ مولوی صاحب کا بڑے سے بڑا دعوےٰ یہی ہے نا۔ کہ وہ اسلام کے ایک فاضل ترین نمائندے" ہیں۔ اسی لئے تو ایک طرف اگر وہ خدمت اسلام کے لچر و پوچ دعوے کرتے ہوئے نہیں تھکتے تو دوسری طرف اس "قلمی خدمت" کا ذکر کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔ جو اپنی کمیشن کی آمدنی بڑھانے کے لئے گھسیٹتے رہتے ہیں۔ حالانکہ غیر تو غیر مولوی صاحب کے اپنے رفقار نے بھی کبھی انہیں "اسلام کا ایک فاضل ترین نمائندہ" نہ سمجھا۔ مگر دیال باغ کے "صاحب جی" کو جو اسلام کے مکذب۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر اور قرآن کریم کے مخالف ہیں۔ مولوی صاحب کے ایک سرگروہ رفیق نے اسلام کا فاضل ترین نمائندہ قرار دیدیا۔ اور مولوی صاحب نے اس پر خاموش رہ کر اس کا اعتراف بھی کر لیا۔ حالانکہ اگر اسلام سے قطعاً کوئی واسطہ نہ رکھنے والا شخص بھی اسلام کا فاضل ترین نمائندہ ہو سکتا ہے۔ تو پھر مولوی محمد علی صاحب کا اسی قسم کا دعوےٰ یہ نہیں ظاہر کر سکتا کہ از روئے اسلام وہ صحیح عقائد رکھتے ہیں۔ یا اسلام کی کوئی خدمت کر رہے ہیں۔

اسلام دیال باغ میں ہے غیر مبایعین میں نہیں

مولانا یعقوب خان صاحب نے آخر میں تو حد ہی کر دی۔ جبکہ لکھا:۔

"مذہب اسلام جتنا ہم نے دیال باغ میں دیکھا ہے کسی اسلامی انسٹی ٹیوشن یا کسی سوسائٹی میں نہیں دیکھا۔ ہماری زندگیاں فریب اور دھوکہ کا مجسمہ ہیں تاہم ہم نادانی سے سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ جنت کے حقدار ہم ہی ہیں۔ کم از کم اتنا تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسوقت ہم لوگ جہنمی زندگی بسر کر رہے ہیں اور دیال باغ کے کافر بہشت کے مزے لوٹ رہے ہیں"۔

مولوی محمد علی صاحب اپنے ایک دست و بازو کے یہ الفاظ پڑھ کر فرمائیں۔ کیا یہ الفاظ ان کے اسلام اور خدماتِ اسلام کا پول نہیں کھول رہے۔ انکے ایک رفیق کار کو۔ ان کی اسلام کے متعلق تشریحات اور توضیحات سننے والے کو۔ ان کی عملی زندگی کا عرصہ تک مشاہدہ کرنے والے کو۔ ان کی مذہبی اخلاقی اور معاشرتی حالت کو مدت سے دیکھنے والے کو۔ ان میں اور ان کے تمام ساتھیوں میں اتنا بھی تو اسلام دکھائی نہیں دیتا۔ جتنا دیال باغ کے کافروں میں انہوں نے دیکھا۔

وہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کی "قوم" کی زندگی کو جہنمی قرار دیتے ہیں۔ اور اس کے لئے اپنی ساری عمر کا تجربہ پیش کرتے ہیں اس کے مقابلہ میں دیال باغ والوں کی زندگی کو بہشتی زندگی بتاتے ہیں۔

کیا دیانت اور تقوےٰ کا یہی تقاضا ہے

کیا ہی عجیب بات ہے کہ یہ سب کچھ مولوی محمد علی صاحب کے روبرو کھلم کھلا وقوع پذیر ہوتا ہے۔ وہ سب کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں۔ مگر پھر بھی انہیں یہ نہیں دکھائی دیتا کہ دیال باغ نے کس طرح ان کی "قوم" پر قبضہ جما لیا ہے۔ کس طرح ان کے ساتھی ان سے متنفر اور برگشتہ ہو کر دیال باغ کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ کس شدت کے ساتھ دیال باغ کی سکیمیں ان کے رفیقوں کے دل و دماغ پر قابض ہو رہی ہیں۔ اور کس طرح وہ ان کے آگے سرنگوں ہو کر حسرت و یاس کا مجسمہ بن چکے ہیں۔ ہاں ان کی دوربین نگاہ جماعت احمدیہ میں چھپی ہوئی ایسی چیزیں ضرور دیکھ لیتی ہے۔ جن میں دیال باغ کی جھلک پائی جاتی ہے۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے کسقدر دیانتداری سے کام لیتے اور کتنا خدا کا خوف اور تقوےٰ دل میں رکھتے ہیں۔ ان کا ایک سرگروہ رفیق کار اپنے ہاں کی بجائے دیال باغ کی سکیموں اور ان کے عمل میں زیادہ اسلام پاتا ہے۔ بلکہ اپنی زندگی کو انکے مقابلہ میں جہنمی قرار دیتا ہے۔ اخبار میں دھڑلے سے اعلان کرتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کی "قوم" اسے پڑھتی اور خاموش رہ کر اس کی تصدیق کرتی ہے۔ لیکن الزام جماعت احمدیہ پر لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنا اصل کام چھوڑ کر دیال باغ کی سی سکیموں کی طرف متوجہ ہو رہی ہے۔ اور یہ کام اس سے شیطان کرا رہا ہے۔ یہ طریق عمل وہی انسان اختیار کر سکتا ہے، جو شرافت و انسانیت دیانت و امانت کو بالائے طاق رکھ چکا ہو۔

کارخانوں کا اجرا

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ وہ جماعت جو خدا تعالےٰ کے فضل سے روز بروز بڑھ رہی ہو۔ اور جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فرمودہ پیشگوئیوں کے رو سے یہ ایمان ہو۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ وہ دنیا میں عظیم الشان انقلاب پیدا کر کے رہے گی۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے میں سے کسی ایک فرد کو بھی بیکار نہ رہنے دے۔ اور حتی الامکان ایسے طریق اختیار کرے۔ جن سے ایک طرف تو جماعت کی اپنی ضروریات بھی پوری ہوں۔ اور دوسری طرف جماعت کے لوگوں کے لئے کام مہیا ہو سکے۔ تاکہ وہ بیکاری کی مصیبت سے نجات پا سکیں۔ اور دنیاوی لحاظ سے بھی اپنی زندگی دوسروں کے لئے قابل نمونہ بنا سکیں اسی غرض و غائت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بعض صنعتی کارخانوں کا اجرا فرمایا ہے۔ اگرچہ وہ بالکل ابتدائی حالت میں ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے سینہ میں ابھی سے ناسور پڑنا شروع ہو گیا ہے۔ اور وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگ گئے ہیں جنہیں کوئی سمجھدار انسان ذرہ بھر بھی وقعت دینے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ بھلا اس میں بھی کوئی معقولیت پائی جاتی ہے۔ کہ دیال باغ والوں نے چونکہ صنعتی کارخانے جاری کر رکھے ہیں۔ اس لئے اب اگر کوئی اور جماعت ایسا کریگی تو اس کے متعلق سمجھا جائے گا۔ کہ اسے شیطان نے اصل کام سے ہٹا کر دوسری طرف لگا دیا ہے۔ کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ مولوی صاحب نے بڑی جدوجہد کر کے حکومت سے اپنی قوم کے لئے کچھ زمین ٹھیکہ پر حاصل کی تھی اور پھر مہینوں اس پر اظہار تفاخر فرماتے رہے۔ اور کہتے رہے کہ انہیں آمدنی بڑھانے کا ایک نہائت کارگر اور معقول ذریعہ ہاتھ آگیا ہے۔ اور اس زمین کا ملنا خدا کے خاص فضل کا نتیجہ ہے۔ گو اب کچھ عرصہ سے وہ اس بارے میں بالکل خاموش ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو غیر معمولی توقعات انہوں نے قائم کی تھیں۔ وہ پوری نہیں ہوئیں۔ تاہم گزارش ہے کہ اگر آمدنی بڑھانے کے لئے حکومت سے ایک بہت بڑا رقبہ حاصل کر کے اس میں کھیتی باڑی کرنا اس لئے نہ تھا۔ کہ "کلہ حق پھیلے یا نہ پھیلے ہماری دنیا اچھی ہو جائے۔ ہمیں کھانے اور پہننے کو اچھا ملے" اور نہ اس کی وجہ سے "اصل کام سے توجہ ہٹ گئی"۔ تو پھر قادیان میں بوٹ سازی شیشہ سازی۔ لکڑی اور لوہے کی اشیاء بنانے کے کارخانے کھولنے سے کیوں ہٹ جائے گی۔

قادیان میں مکان بنانا

باقی رہا قادیان میں کوٹھیوں کا تعمیر ہونا۔ مولوی صاحب کوٹھیاں تعمیر کرنے کے خلاف تو نہیں ہو سکتے۔ اور نہ کوٹھی بنانا معیوب خیال کر سکتے ہیں۔ البتہ قادیان میں کوٹھی چھوڑ جھونپڑی بنانا بھی انہیں گوارا نہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ خود تو وہ محض ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے ڈلہوزی کی سب سے اونچی چوٹی پر ہزاروں روپے صرف کر کے اپنی عالی شان کوٹھی تعمیر کریں۔ اور سال کا زیادہ حصہ وہیں گزاریں لیکن قادیان میں اگر کوئی اس نیت اور ارادے سے اپنا مکان بنائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مقام کو تجلیات اور انوار الٰہیہ کا مقام قرار دیا ہے۔ اور یہاں رہائش اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ تو ان کے سینے پر سانپ لوٹ جائے۔ حالانکہ ہر وہ احمدی جو قادیان میں مکان بناتا ہے۔ اور قادیان کی رونق اور آبادی بڑھاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے ان کلمات کے پورا کرنے میں حصہ لیتا ہے۔ جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل فرمائے۔

مولوی صاحب کی اس قسم کی نکتہ چینی دراصل اس بغض اور کینہ کا نتیجہ ہے جس میں وہ ہر وقت

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کے یقینی نتائج

مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا جس کے متعدد شواہد و اثبات بیان کئے جا چکے ہیں۔ یہ یقینی نتیجہ تھا۔ کہ وہ اڑھائی سال میں فوت نہ ہوتے اور ان کی عدم فوتیدگی کا یہ یقینی نتیجہ تھا۔ کہ محمدی بیگم بیوہ نہ ہوتی۔ اور محمدی بیگم کے بیوہ نہ ہونے کا یہ لازمی نتیجہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح نہ ہوتا۔ اور نہ بیرد ھا الیک والا الہام اپنی ظاہری شکل و صورت میں پورا ہوتا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے تین بڑے حصے تھے

اول۔ موت مرزا احمد بیگ۔

دوم۔ موت مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ۔

سوم۔ نکاح محمدی بیگم۔

تیسری شق بہرحال پہلی دو شقوں کے پورا ہونے کے بعد وقوع پذیر ہونی تھی شق اول پوری ہو گئی۔ اور اسے ہر معاند بھی تسلیم کرتا ہے۔ شق ثالث موقوف تھی شق ثانی کے پورا ہونے پر اس لئے شق ثالث کے متعلق اس وقت تک کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا جب تک شق ثانی کے متعلق تصفیہ نہ ہو جائے اور شق ثانی یعنی موت مرزا سلطان محمد جس کے بعد بیرد ھا الیک والا الہام پورا ہونا تھا۔ موقوف تھی۔ اس کی شوخی و شرارت اور تکذیب و تکفیر اور عدم رجوع پر چونکہ مرزا سلطان محمد نے "توبہ" کی شرط سے جس کا الہامات میں صریح ذکر تھا۔ فائدہ اٹھایا۔ اس لئے ما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون کے مطابق خدا تعالیٰ نے اسے ہلاک ہونے سے بچا لیا۔

پس اس کے ہلاک نہ ہونے کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ نہ محمدی بیگم بیوہ ہوئی۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا نکاح ہوا۔

محمدی بیگم کا نکاح میں آنا مرزا سلطان محمد کی ہلاکت پر موقوف تھا

ہمیں اس سے انکار نہیں۔ کہ نکاح کا ہونا قطعی اور یقینی تھا۔ اور بیرد ھا الیک کا الہام بھی پورا ہونا چاہیئے تھا مگر سوال یہ ہے کہ کب؟ نکاح اسی صورت میں یقینی تھا۔ جب سلطان محمد ہلاک ہو جاتا۔ مگر سلطان محمد ہلاک نہیں ہوا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس نے توبہ اور رجوع کی شرط سے فائدہ اٹھایا۔ جس کا الہامات میں ذکر تھا۔ اور خواہ ذکر نہ ہوتا۔ تب بھی توبہ سے انذاری پیشگوئیوں کا ٹل جانا ایک مسلمہ امر ہے۔ پس سلطان محمد زندہ رہا۔ اور اس کے زندہ رہنے کا یہ لازمی نتیجہ تھا۔ کہ محمدی بیگم بیوہ نہ ہوتی۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا نکاح ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی کتب میں متعدد جگہ یہ امر تسلیم فرمایا ہے کہ محمدی بیگم کا میرے نکاح میں آنا نہ صرف احمد بیگ بلکہ سلطان محمد کی موت پر موقوف ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے۔ کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دیگا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس کے قریب فوت ہو جائے گا۔ اور وہ جو نکاح کریگا۔ وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا۔ اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔" (حاشیہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مشمولہ آئینہ کمالات اسلام)

اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے کہ یموت بعلھا وابوھا الی ثلث سنۃ من یوم النکاح ثم نردھا الیک بعد موتھما (کرامات الصادقین ٹائیٹل پیج صفحہ آخر) یعنی لڑکی کا خاوند۔ اور اس کا باپ روز نکاح سے تین سال تک ہلاک ہو جائیں گے۔ اور ان دونوں کی موت کے بعد ہم اس عورت کو تیری طرف واپس لوٹائیں گے۔

پھر فرماتے ہیں:۔ تزوجیھا ایاک بعد اھلاک الھالکین والھالکات (انجام آتھم صفحہ ۲۱۶) یعنی اس عورت کا میرے نکاح میں آنا احمد بیگ اور اس کے داماد کی ہلاکت پر موقوف ہے آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں کہ

"خدا تعالیٰ اس عورت کو بیوہ کر کے میری طرف رد کرے گا۔" (صفحہ ۲۸۲)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صرف اتنی پیشگوئی نہیں تھی۔ کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آ جائے گی۔ بلکہ پیشگوئی یہ تھی۔ کہ مرزا احمد بیگ اور سلطان محمدؐ کی ہلاکت کے بعد بشرطیکہ انہوں نے توبہ نہ کی۔ محمدی بیگم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف لوٹائی جائے گی۔ احمد بیگ نے توبہ کی شرط سے فائدہ نہ اٹھایا۔ پس وہ ہلاک ہو گیا۔ سلطان محمد نے اس شرط سے فائدہ اٹھایا۔ پس وہ ہلاک نہ ہوا۔ اور چونکہ نکاح اس کی ہلاکت کے بعد مقدر تھا۔ اس لئے عدم موت کی وجہ سے نکاح یعنی بیردھا الیک کی شق بھی ظہور پذیر نہ ہوئی۔

ایک سوال کا جواب

اس موقعہ پر ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جب مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد مرزا سلطان محمد صاحب کی ہلاکت میں سے صرف ایک کی موت مقدر تھی۔ دونوں نے ہلاک نہیں ہونا تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا۔ کہ ایک شخص ہی توبہ کی شرط سے فائدہ اٹھائے گا۔ دوسرا نہیں اٹھائیگا۔ تو اس نے صرف ایک پہلو کیوں متعین نہ کر دیا۔ اور کیوں مرزا سلطان محمد صاحب کی وفات کا پہلو بھی بیان کیا۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ قبل ازیں بالتصریح بیان کیا جا چکا ہے اللہ تعالےٰ کا اس پیشگوئی سے مقصد اپنے علمِ ازلی کا اظہار کرنا نہیں تھا بلکہ اپنی۔ قدرت کا جلوہ دکھانا تھا۔ اور قدرت نمائی کے لئے دونوں پہلوؤں کا بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یعنے یہ کہ اگر توبہ کرو گے تو اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصہ پاؤ گے۔ اور اگر تمرد اور سرکشی اختیار کرو گے۔ تو اللہ تعالےٰ کے غضب سے حصہ پاؤ گے۔ پس خدا تعالےٰ محض اپنے علم ازلی کا اظہار ان پر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ اپنی قدرت کا جلوہ دکھانا چاہتا تھا۔ اور جبکہ اس پیشگوئی کی اصل غرض اقتداری نشان دکھانا تھا۔ اور یہ بتانا مدنظر تھا۔ کہ خدا تعالےٰ رحمت اور عذاب دونوں چیزوں سے اپنے پیاروں اور مخالفوں کو حصہ دیا کرتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ آخری نتیجہ کیوں بیان کرتا۔ آخری نتیجہ خود ان لوگوں کے اعمال نے پیدا کرنا تھا۔ اور اگرچہ خدا تعالےٰ ان لوگوں کے اعمال سے جو یہ کرنے والے تھے خوب واقف تھا۔ مگر چونکہ اس پیشگوئی میں اللہ تعالےٰ کو اپنے علم ازلی کا اظہار مدنظر نہیں تھا۔ بلکہ اقتداری نشان دکھانا تھا۔ اس لئے ان کے سامنے رحمت اور عذاب دونوں پہلو پیش کر دیئے گئے۔ اور کہہ دیا گیا کہ جس قسم کے چاہو اعمال کرو۔ اگر اچھے کرو گے تو خدا تعالےٰ تم پر رحمت برسائے گا۔ بُرے اعمال کرو گے۔ تو عذاب میں گرفتار کرے گا۔ گویا یہ اقتداری نشان تھا۔ جو انہیں دکھانا مدنظر تھا۔ اور گو آخری نتیجہ خدا تعالےٰ کے علم میں تھا۔ مگر اس کا بیان کرنا چونکہ اقتدار کو کھو دیتا تھا۔ اس لئے اقتداری نشان کی عظمت قائم رکھنے کے لئے دونوں چیزیں ان کے سامنے رکھ دی گئیں۔ یہ بھی بتلا دیا۔ کہ فلاں زہر ہے۔ اور یہ بھی کہہ دیا کہ فلاں آبِ حیات ہے۔ مرزا سلطان محمد صاحب چاہتے تو زہر پی لیتے چاہتے تو آبِ حیات اٹھا لیتے۔ خدا خوب جانتا تھا۔ کہ انہوں نے زہر نہیں پینی۔ مگر باوجود اس کے اس علم ازلی کا اظہار خدا نے اس لئے نہ کیا۔ تا اس کا اقتداری نشان ظاہر ہو۔ اور انہیں معلوم ہو کہ جو خدا کی طرف جھکتا ہے۔ وہ رحمت سے حصہ پاتا ہے۔ اور جو سرکشی دکھاتا ہے وہ عذاب میں گرفتار ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت اور طاقت کا اظہار کرنے کے لئے پیشگوئی کے دونوں پہلو بیان فرما دیئے۔ اور اگر آخری نتیجہ جو رونما ہے بیان کر دیا جاتا۔ تو یہ محض اللہ تعالےٰ کے ایک علم ازلی کا اظہار ہوتا۔ اقتداری نشان نہ ہوتا۔ گویا نشاناتِ الٰہیہ کی اقسام میں سے ایک نشان وہ ہوا کرتے ہیں جن میں اللہ تعالےٰ کو محض اپنے علم ازلی کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور ایک وہ نشان ہوا کرتے ہیں۔ جن میں خدا تعالےٰ کو اپنی قدرت نمائی کا جلوہ دکھانا مدنظر ہوتا ہے۔ علم ازلی والے نشانات میں ہمیشہ آخری نتیجہ بیان کیا جاتا ہے۔ مگر قدرت نمائی والے نشانات میں آخری نتیجہ چھپا کر رحمت اور عذاب دونوں پہلو سامنے رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور کہہ دیا جاتا ہے کہ جس چیز کو چاہو اپنے اوپر وارد کر لو چاہو تو رحمت لے لو۔ چاہو تو عذاب۔ جو شخص چاہتا ہے وہ رحمت کا مستحق بن جاتا ہے۔ اور جو نہیں چاہتا عذاب کا مورد ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ ایک ایسی ہستی ہے۔ جو ذی الاقتدار ہے ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان مخالف رشتہ داروں کو بھی اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت نمائی کا جلوہ دکھانا چاہا کیونکہ وہ دینِ اسلام پر ٹھٹھا اڑاتے بلکہ خدا تعالےٰ کے وجود سے بھی منکر تھے اس صورت میں ضروری تھا۔ کہ آخری نتیجہ بیان نہ کرتے ہوئے رحمت اور عذاب دونوں صورتیں ان کے سامنے رکھ دی جائیں اور یہ کہہ دیا جاتا۔ کہ جو اس راستہ پر چلیگا۔ خدا تعالےٰ کی رحمت سے حصہ لے گا۔ اور جو فلاں راستہ پر جائے گا۔ اس پر خدا تعالےٰ کا غضب آ ترے گا۔ گویا جس رنگ میں چاہو خدا تعالےٰ کی ہستی کا مشاہدہ کر لو۔ مرزا احمد بیگ اور سلطان محمد میں سے ایک نے کوئی راستہ اختیار کیا۔ اور دوسرے نے کوئی۔ اس لئے نتائج بھی مختلف نکلے۔

پس آخری نتیجہ پہلے سے اس لئے بیان نہ کیا گیا۔ کہ یہ ایک اقتداری نشان تھا۔ اور اقتداری نشانات میں ہمیشہ آخری نتیجہ کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ اور دونوں پہلوؤں کو بیان کر دیا جاتا ہے۔ تا ظاہر ہو۔ کہ وہ قادر ہستی ہے۔ اور جس طرح ہلاک کر سکتی ہے۔ اسی طرح توبہ و تضرع سے ایک شخص کو عذاب سے بچا بھی سکتی ہے ؛

الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب سے ہلاکت صرف ایک شخص کی مقدر تھی

اس اصولی جواب کے بعد اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر غور کریں۔ تو ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ الہامات نے باوجود اقتداری نشان ہونے کے یہ امر بھی پہلے سے بتا رکھا تھا۔ کہ موت صرف ایک مرد یعنے احمد بیگ کی ہوگی۔ مرزا سلطان محمد صاحب کی نہیں ہوگی۔ مگر چونکہ یہ اقتداری نشان تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے ان الہامات کا یہ مفہوم اس وقت تک نظروں سے پوشیدہ رکھا۔ جب تک کہ مرزا احمد بیگ نے عذاب سے اور مرزا سلطان محمد صاحب نے اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصہ لے کر اقتداری نشان کی عظمت کو پورے ہوتے دیکھ نہ لیا۔ چنانچہ آئینہ کمالات اسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا احمد بیگ کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا **اٰخر المصائب موتک** (ص۵۷۳) یعنے احمد بیگ سے کہہ دے کہ تیرے خاندان پر عذاب کے رنگ میں جو مصائب آنے والے ہیں۔ ان میں سے **آخری مصیبت تیری موت ہوگی**۔ اس "آخری مصیبت" کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ ظاہر کر دیا تھا۔ کہ مرزا احمد بیگ کی موت کے بعد اور کوئی موت برنگ عذاب اس کے خاندان میں نہیں ہوگی۔ چونکہ مرزا سلطان محمد کا نمبر بہر حال مرزا احمد بیگ کے بعد آتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے یہ بھی بتا رکھا تھا۔ کہ مرزا سلطان محمد زندہ رہیں گے۔ کیونکہ اگر یہ بھی مر جاتے۔ تو مرزا احمد بیگ کی موت "آخری مصیبت" کیونکر کہی جا سکتی تھی۔

اسی طرح تتمہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں ہم خدا تعالےٰ کے یہ الہامات درج پاتے ہیں۔ کہ **ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک۔ والمصیبۃ نازلۃ علیک یموت ویبقی منہ کلاب متعددۃ**۔ یعنی اے عورت توبہ کر توبہ کر کہ بلا تجھ پر اور تیری اولاد پر نازل ہونے والی ہے۔ پھر اس بلا کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ یموت ایک مرد مر جائے گا۔ **ویبقی منہ کلاب متعددۃ** اور اس کی طرف سے کتنے باقی رہ جائیں گے۔

اس الہام میں بھی یموت کہکر ایک مرد کی ہلاکت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ یہ واحد مضارع مذکر کا صیغہ ہے۔ اور اس کا یہی ترجمہ ہے کہ ایک مرد مرے گا۔

پس الہامات نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ صرف ایک شخص یعنی مرزا احمد بیگ ہلاک ہو گا۔ سلطان محمد ہلاک نہیں ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ مگر چونکہ یہ ایک اقتداری نشان تھا۔ اس لئے جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے ان الہامات کا یہ مفہوم جنمیں علم ازلی کا اظہار کیا گیا تھا۔ باوجود شائع ہو جانے کے اس وقت تک نظروں سے اوجھل رکھا جب تک کہ اس خاندان نے جس کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ اللہ تعالےٰ کا ذی الاقتدار ہونا تسلیم نہ کر لیا۔ اور جب تک کہ اس خاندان میں سے جس نے اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصہ لینا چاہا رحمت سے اور جس نے غضب سے حصہ لینا چاہا۔ غضب سے حصہ لے کر اس انذاری نشان کی غرض و غائت کو پورا نہ کر دیا۔

انہی الہامات میں اللہ تعالےٰ نے یہ خبر بھی دے دی تھی۔ کہ اگرچہ پیشگوئی کے مطابق مرزا احمد بیگ ہلاک ہو جائے گا مگر چونکہ سلطان محمد کی عدم ہلاکت کی وجہ سے نکاح نہیں ہوگا۔ اس لئے **یبقی منہ کلاب متعددۃ**۔ ایسے بد سرشت لوگ باقی رہ جائیں گے

جن کا یہی شیوہ ہوگا۔ کہ وہ بلا وجہ زبان نکالتے رہیں گے۔ اور اس پیشگوئی پر بے جا اعتراضات کرکے اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل کرتے رہیں گے۔ جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تجھ فنا یہی ہے

پیشگوئی پوری ہوچکی

اس پیشگوئی پر اول سے آخر تک اگر کوئی شخص دیانتداری کے ساتھ غور کرے گا تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ پیشگوئی منہاج نبوت اور مقررہ شرائط کے مطابق نہایت وضاحت سے پوری ہوچکی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا۔ کہ

"یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام عظمتوں کے ساتھ پوری ہوگئی۔ جس سے کوئی دانشمند انکار نہیں کرسکتا"

(انوار الاسلام صفحہ ۴۰)

اور سب سے بڑھکر یہ کہ پیشگوئی کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہوگیا۔ یہ پیشگوئی وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا کے مطابق اس لئے کی گئی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ رشتہ دار جو خدا تعالےٰ کی ہستی کے قائل نہ تھے۔ خدا تعالےٰ کو ماننے لگ جائیں۔ دین اسلام پر جو ہنسی اڑاتے تھے اس کے مداح بن جائیں۔ قرآنی احکام کو جو قابل تضحیک خیال کرتے تھے وہ اس کے اوامر و نواہی کے پابند ہوجائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اپنے دعوے ماموریت میں کاذب سمجھتے تھے۔ وہ آپ کی راستبازی کے قائل ہوجائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

"یہ پیشگوئی اس قوم کے ڈرانے کے لئے ہے۔ جن کی طبیعتوں میں الحاد اور ارتداد غلبہ کرگیا تھا اسی وجہ سے خدا تعالےٰ نے اس پیشگوئی کے پہلے کلمات میں ہی فرمایا کہ یہ لوگ میری آیتوں کی تکذیب کرتے۔ اور میرے نشانوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۵)

پھر فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ نے انہیں ان کی بھلائی کے لئے انہی کے تقاضا سے انہی کی درخواست سے اس الہامی پیشگوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرمایا ہے۔ تاوہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے۔ اور اس کے سوا سب کچھ ہیچ ہے"

(تتمہ اشتہار ۱۰ رجولائی ۱۸۸۸ء منقول از تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۱۹)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"میری برادری کے لوگ مجھ سے ناواقف ہیں۔ اور خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ میرے کاموں کو ان پر بھی ظاہر کرے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۰)

پس اس پیشگوئی کا مقصد یہ تھا۔ کہ اس خاندان کے وہ افراد جو دہریت اور الحاد کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈر کر راہ راست پر آجائیں۔ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کو جو کاذب و مکار سمجھتے تھے۔ وہ آپ کی سچائی پر ایمان لے آئیں۔ اور درحقیقت ہر نبی اسی مقصد کو لے کر دنیا میں مبعوث ہوا کرتا ہے۔ واقعات گواہ ہیں۔ کہ پیشگوئی کی یہ غرض نہایت ہی اجلے اور روشن طریق پر پوری ہوئی۔ کیونکہ اس دشمن مسیح موعود علیہ السلام خاندان کے کئی افراد محض اس پیشگوئی کے نتیجہ میں خدا اور رسول کی محبت کے متوالے بن گئے اور اپنے تمام گناہوں اور معاصی سے توبہ کرتے ہوئے صدق دل اور صفائی قلب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس جماعت میں شامل ہوگئے۔ چنانچہ اس وقت تک اس خاندان کے مندرجہ ذیل افراد خدا تعالےٰ کے فضل سے سلک احمدیت میں منسلک ہوکر اپنے آپ کو خدام مسیح موعود علیہ السلام میں شامل کرچکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اس تعداد میں اضافہ فرمائے۔

۱۔ بیوہ مرزا احمد بیگ صاحب یعنی والدہ محمدی بیگم صاحبہ جن کا نام عمر بی بی ہے۔ اور جواب قادیان میں ہی رہتی ہیں۔ انہوں نے خدا تعالےٰ کا زبردست نشان اپنی آنکھوں سے دیکھکر خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیت قبول کرلی۔ بلکہ موصیہ بھی بن گئیں۔

۲۔ سردار بیگم صاحبہ دختر مرزا احمد بیگ صاحب

۳۔ مرزا محمد احسن بیگ صاحب جو مرزا احمد بیگ کے داماد (سردار بیگم صاحبہ کے شوہر) اور اہلیہ مرزا احمد بیگ صاحب کے بھانجے ہیں۔

۴۔ عنایت بیگم صاحبہ۔ دختر مرزا احمد بیگ

۵۔ محمودہ بیگم صاحبہ " " "

۶۔ مرزا محمد بیگ صاحب پسر " "

۷۔ مرزا محمود بیگ صاحب پوتا " "

۸۔ دختر مرزا امام الدین صاحب اہلیہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم ان کے گھر کے سب افراد احمدی ہیں۔

۹۔ مرزا گل محمد صاحب پسر مرزا نظام الدین صاحب

۱۰۔ استانی صاحبہ (اہلیہ مرزا غلام قادر صاحب) یہ وفات پاکر اب بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔

۱۱۔ مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب ابن مرزا سلطان محمد صاحب پٹی۔

۱۲۔ مرزا ضیاء اللہ بیگ صاحب داماد مرزا سلطان محمد صاحب کے عیال و اطفال ان کی احمدیت کا اعلان ۲۳ رجنوری ۱۹۳۲ء کے اخبار الفضل میں ہوا ہے۔

۱۳۔ عزت بیگم صاحبہ بنت مرزا علی شیر اہلیہ مرزا افضل احمد صاحب (مرزا احمد بیگ کی بھانجی) ان کی احمدیت کا اعلان ۷ رجنوری ۱۹۳۴ء کے اخبار "الفضل" میں ہوچکا ہے۔

یہ وہ افراد ہیں جو نکاح والی پیشگوئی کے بعد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان کا احمدیت قبول کرنا خدا تعالےٰ کے فضل سے اس پیشگوئی کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کیونکہ اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی ہوتی۔ یا یہ پیشگوئی نفسانیت پر مبنی ہوتی۔ جیسا کہ جاہل معترض لوگوں میں مشہور کیا کرتے ہیں۔ تو اس پر سب سے پہلا اعتراض اس خاندان کے افراد کو ہوتا۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں پہلے سے بھی زیادہ جوش و خروش سے حصہ لینے لگتے۔ مگر جس خاندان کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ وہ تو ببانگ دہل کہتا ہے۔ کہ پیشگوئی پوری ہوچکی۔ بلکہ اس کا ثبوت دینے کے لئے اپنی گردنیں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے جھکا دیتا۔ اور اپنے آپ کو اس کے عاجز غلاموں میں داخل کرنا اپنے لئے سعادت دارین تصور کرتا ہے۔ خود مرزا سلطان محمد صاحب کہتے ہیں:۔

"میں ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی میرے لئے کسی قسم کے بھی شک و شبہ کا باعث نہیں ہوئی"

(الفضل ۹ و ۱۳ رجون ۱۹۲۱ء)

گروہ تیرہ باطن اور کج طبع انسان جو کسی شمار میں نہیں اور جن کے ساتھ براہ راست اس پیشگوئی کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ شور مچاتے ہیں۔ کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔

پیشگوئی کی ایک اور غرض

اس پیشگوئی کی ایک اور غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ میں بیان فرمائی تھی۔ کہ

"اس زمانہ میں اس سے یہ فائدہ بھی متصور ہے۔ کہ جو علوم ربانی دنیا سے اٹھ گئے تھے۔ پھر لوگوں کی ان پر نظر پڑے۔ اور معارف قرآنی کی تجدید ہوجائے۔ اور نہ صرف پیشگوئی ظاہر ہو بلکہ ساتھ اس کے معارف بھی تازہ ہوجائیں"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۷)

معارف قرآنی کی تجدید

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ پیشگوئی کی یہ غرض بھی نہایت وضاحت سے پوری ہوگئی۔ اور وہ معارف قرآنی جو مرور زمانہ کی وجہ سے لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہوچکے تھے۔ پھر ان کے سامنے آگئے۔ قوم یونس کا واقعہ بیشک ہوا۔ مگر اس پر ایک لمبی مدت گذر چکی تھی اور لوگ یہ خیال کرچکے تھے۔ کہ انذاری نشانات ہمیشہ تبشیری نشانات کی طرح اپنی ظاہری شکل و صورت میں پورے ہوکر رہتے ہیں۔ وہ بھول چکے تھے۔ اس امر کو کہ کسی نبی کی آمد کا بالذات مقصد کسی فرد یا قوم کو ہلاک کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا حقیقی مقصد قلوب کی اصلاح اور لوگوں کا تزکیہ نفس کرنا ہوتا ہے۔ اور یہی غرض انذاری نشانات کی ہوتی ہے

اور خواہ کسی شرط کی صراحت کی جائے یا نہ۔ اگر وہ شخص یا قوم جس کی ہلاکت کی خبر دی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و انکسار سے اپنا سر جھکا دے۔ اور گریہ وزاری سے اس آگ کو ٹھنڈا کردے جو اس کے بھسم کرنے کے لئے شعلہ زن ہونے والی ہو تو خدا اہاں وہ رحیم و کریم ہستی جس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ جس کا عفو اس کے انتقام پر غالب ہے۔ اور جس کا حلم اس کے غضب سے زیادہ ہے انذاری نشانات کے وقوع میں تاخیر ڈال دیتا یا انہیں کلیتہً منسوخ کر دیتا ہے۔ یہ معارف قرآنی میں سے ایک عظیم الشان دقیقۂ معرفت تھا۔ جو اس پیشگوئی کے ذریعہ تازہ ہوا۔ اور لوگوں نے پھر ایک دفعہ اس خدا کا جلوہ دیکھا جو صرف شدید العقاب نہیں۔ بلکہ قابل التوب بھی ہے۔ اسی طرح اس پیشگوئی کے ذریعہ ان لوگوں کی غلط فہمی کا بھی ازالہ کر دیا گیا۔ جنہوں نے سمجھ رکھی تھا کہ اللہ تعالےٰ اپنے کسی پیارے بندے پر اب کلام نازل نہیں کرتا اور نہ اس کے ہاتھ پر نشانات ظاہر کرتا ہے گویا معجزات جو قصوں کا رنگ اختیار کرچکے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں واقعات کے پردہ پر ظاہر فرما دیا۔ اور اپنی ہستی۔ اپنی قدرت اپنی ہیبت اپنی طاقت اور اپنے جلال کا ایسا عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ کہ چشم زدن میں کفر و الحاد کی سرزمین کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ اور وہ جن پر شیطان نے اپنا تسلط جمایا ہوا تھا۔ انہیں رحمٰن کے آگے سربسجود کر دیا۔ کیا یہ تغیر کچھ کم تغیر ہے کیا یہ اصلاح کچھ کم اصلاح ہے۔ کیا یہ اللہ تعالےٰ کی قدرت نمائی کچھ کم اپنے اندر چمک رکھتی ہے۔ مخالف محمدی بیگم کے نکاح کو بیٹھے روتے رہیں پیشگوئی تو جو غرض تھی وہ پوری ہوچکی۔ محمدی بیگم کے لواحقین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہچان لیا۔ خدا تعالیٰ کے نبی کو تسلیم کر لیا۔ دین اسلام کو خدا کا دین یقین کر لیا۔ اور یہی اس پیشگوئی کی غرض تھی ؎

بٹالہ تحصیل کا پولنگ پروگرام

ہمارے ووٹر اپنی اپنی تاریخوں کو اپنے اپنے حلقہ میں ضرور پہنچ جائیں

ذیل میں بٹالہ تحصیل کے پولنگ پروگرام کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے بٹالہ تحصیل کے وہ ووٹر جو چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے کے حق میں ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ اس پروگرام کو نوٹ کر لیویں اور اپنے اپنے پولنگ سٹیشنوں پر مقررہ تاریخوں کو پہنچ جاویں۔ پولنگ ۹ بجے صبح سے لے کر ۴ بجے شام تک ہوا کرے گا۔

تاریخ پولنگ	نام پولنگ سٹیشن	تفصیل دیہات جن کا پولنگ ہوگا۔
۱۸-۱-۳۷	ڈیرہ بابا نانک	تھانہ ڈیرہ بابا نانک کی ذیل سنگھ پورہ کے متعدد دیہات
″	فتح گڑھ	تھانہ فتح گڑھ کی ذیل چھچھر یالہ کے متعدد دیہات
″	کھجالہ	تھانہ سری گوبند پور کی ذیل کھجالہ سالم
۲۰-۱-۳۷	ڈیرہ بابا نانک	تھانہ ڈیرہ بابا نانک کی ذیل سنگھ پورہ کے بقیہ دیہات
″	فتح گڑھ	تھانہ فتح گڑھ کی ذیل چھچھر یالہ کے بقیہ دیہات اور ذیل سیرٹھ کے متعدد دیہات
۲۱-۱-۳۷	فتح گڑھ	تھانہ فتح گڑھ کی ذیل سیرٹھ کے بقیہ دیہات
″	بٹالہ	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل دھول پور سالم
۲۲-۱-۳۷	بٹالہ	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل بٹالہ کے متعدد دیہات
″	گھمان	تھانہ سری گوبند پور کی ذیل آچیمہ کھدی اور دیالہ بجو سالم
۲۳-۱-۳۷	بٹالہ	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل بٹالہ کے بقیہ دیہات اور ذیل بھولر کا موضع دبخوال۔
″	پنج گرائیں	تھانہ بٹالہ صدر کی ذیل ڈلہ کے متعدد دیہات
۲۵-۱-۳۷	بٹالہ	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل بھولر کے دیہات علاوہ ازیں موضع دبخواں
″	پنج گرائیں	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل چہڑسی والا سالم
۲۶-۱-۳۷	قادیان	تھانہ بٹالہ کی ذیل ڈلہ میں سے قصبہ قادیان اور موضع رام پور (صرف عورتوں کے لئے)
″	سری گوبند پور	تھانہ سری گوبند پور کی ذیل پنڈا اوڑی سالم
۲۷-۱-۳۷	کوٹلی صورت ملّی	تھانہ ڈیرہ بابا نانک کی ذیل اودھووالی سالم
″	علی وال	تھانہ بٹالہ کی ذیل سرٹر سالم
″	قادیان	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل ڈلہ کا قصبہ قادیان (برائے مرد ووٹران فہرست جزو اول)
۲۸-۱-۳۷	کوٹلی صورت ملّی	تھانہ ڈیرہ بابا نانک کی ذیل دیہڑ کے متعدد دیہات
″	قادیان	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل ڈلہ کا قصبہ قادیان (مرد ووٹران فہرست جزو دوم و تتمہ) و موضع رام پور
۲۹-۱-۳۷	کوٹلی صورت ملّی	تھانہ ڈیرہ بابا نانک کی ذیل دیہڑ کے بقیہ دیہات
″	قادیان	تھانہ صدر بٹالہ کی ذیل ڈلہ کے بقیہ دیہات

اس پروگرام کی تفصیل سرکاری طور پر شائع ہوچکی ہے۔ جس کا متعلقہ حصہ ہم نے بھی علیحدہ اشتہار کی صورت میں شائع کر دیا ہوا ہے۔ اور اس کا خلاصہ اوپر درج کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا جو ووٹران تحصیل بٹالہ چوہدری فتح محمد صاحب کے حق میں ہیں ان کی خدمت میں اس اعلان کے ذریعہ عرض کیا جاتا ہے کہ وہ تاریخ ہائے مقررہ پر اپنے اپنے پولنگ سٹیشنوں پر پہنچ کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

ضروری اعلان دربارہ تشخیص آمد

مالی سال ۳۸-۱۹۳۷ء کی تشخیص آمد کے لئے جماعتوں کو فارم ارسال کر دئے گئے ہیں۔ عہدیداران کو چاہیئے کہ تاریخ مقررہ یعنی ۱۵ فروری ۱۹۳۷ء تک ان فارموں کو ہدایات کے مطابق مکمل کرکے واپس کر دیں۔ فارموں کی خانہ پری کرنے سے قبل اس اعلان کو اور مطبوعہ ہدایات بر پشت تشخیص فارم کو خاص طور پر پیش نظر رکھیں۔

مالی سال ۳۷-۱۹۳۶ء کے چندہ دہندگان کے نام ان فارموں کے خانہ ۲ میں اور بجٹ خانہ ۱۷ میں درج کر دئے گئے ہیں تا ۳۸-۱۹۳۷ء کی تشخیص آمد پر مقابلہ ہر دو سال کرکے کمی بیشی کا فرق درج کیا جا سکے۔

ان فارموں کے خانہ ۳ میں صرف ایسے ہی احباب کے نام درج کئے جانے چاہئیں۔ جو تشخیص کرتے وقت اس جماعت کے ممبر ہوں اور خانہ ۲ میں درج شدہ اسماء ان احباب کے ہیں جو ۳۷-۱۹۳۶ء کی تشخیص آمد کے وقت جماعتوں میں شامل تھے۔ ایسے احباب جو اب جماعتوں میں شامل نہ ہوں ان کے نام خانہ ۳ میں نہ لکھے جاویں۔ بلکہ وجہ عدم شمولیت۔ مثلاً تبادلہ فوتیدگی۔ وغیرہ نوٹ متعلقہ ناموں کے سامنے کر دئے جائیں۔

ناظر بیت المال۔ قادیان

؎ اب اصل غرض پوری ہوگئی۔ تو فرع پر جو بالذات مقصود نہیں تھی اعتراض کرنا انہی لوگوں کا شیوہ ہو سکتا ہے جنہیں راستی سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

مقدمہ قبرستان کی سماعت

گواہانِ صفائی کے بیانات

(از رپورٹر الفضل)

۱۵ر جنوری ۳۷ء میں مجسٹریٹ صاحب علاقہ کی عدالت میں حسب ذیل بیانات ہوئے

بیان گواہ مہتہ عبدالرزاق فوٹوگرافر

۱۶ر جون کو مجھے ظہور احمد ملزم جنرل سیکرٹری نیشنل لیگ نے کہا تھا۔ کہ قبرستان چل کر ضروری فوٹو لینا۔ میں نے اپنے ساتھ محمد اسحق اور محمد امین کو بطور مددگار لیا تھا اس کے بعد میں نے سید اسلام کو بھی کہا کہ میرے ساتھ رہنا۔ میں نے اس واسطے ان لوگوں کی مدد کی ضرورت سمجھی تھی۔ کہ اس سے قبل دو دفعہ پولیس اور احرار نے میرے کیمرے توڑ دئے تھے۔ قبرستان میں میں نے دو فوٹو لئے تھے۔ جو ایگزبٹ D.L. اور D.M. ہیں۔ یہ قبرستان میں وقوعہ کے صحیح نظارے ہیں۔ پہلا فوٹو جو میں نے لیا ایگزبٹ D.M. ہے۔ اس میں نشان A.B.E.F. اور K.D. مولوی عبدالرحمٰن جٹ اور ظہور احمد ملزمان۔ عبداللہ جان۔ عبدالحمید۔ مفتی فضل الرحمٰن۔ مولوی ارجمند خاں اور محمود احمد علی الترتیب ہیں۔ نشان C پر عبدالحق مضروب ہے۔ فوٹو ایگزبٹ D.L. میں نشان D.V.W.X.Y. اور Z بشیر احمد اور لالہ وزیر چند اسسٹنٹ سب انسپکٹر محمد سعید۔ نواب الدین کنسٹبل۔ مفتی فضل الرحمٰن اور ظفر محمد علی الترتیب ہیں۔ پہلا فوٹو جنوب مشرق کی جانب سے لیا گیا تھا۔ اور دوسرا شمال مغرب کی جانب سے اس وقت قبرستان میں اڑھائی تین سو احمدی موجود تھے۔ جن میں سے کوئی بھی نیشنل لیگ کور کی وردی میں نہیں تھا۔ پہلے فوٹو میں پولیس کا کوئی آدمی اس لئے نہیں۔ کہ جب میں نے کیمرہ کا فوکس ان کی طرف کیا۔ تو وہ پرے ہو گئے تھے لیکن اس سے قبل قبر کھودنے میں مزاحمت کر رہے تھے۔ یہ فوٹو لینے کے بعد میں نے پلیٹیں اپنے مددگاروں کے ہاتھ شہر میں بھیجدیں۔ مبادا وہ توڑ دی جائیں۔ بعد میں میں نے ان پلیٹوں کو [illegible] کیا۔ اور یہ دونو ایگزبٹ تیار کیں۔ ایزبٹ Contact Print ہے اور D.M. Enlarged میں نے Retouch یا کسی اور ذریعہ سے ان میں کوئی تبدیلی قطعاً نہیں کی۔

بجواب جرح:۔ میں عبدالحق کو مار پڑنے سے قبل وہاں پہونچ گیا تھا۔ حملہ آوروں کے حملہ کا فوٹو میں نے نہیں لیا۔ میں اگر کوشش کرتا تو عبدالحق کا منہ دیکھ سکتا تھا۔ مگر میں نے اس کے چہرے کی طرف سے فوٹو لینے کی کوئی کوشش نہیں کی ہینڈ کیمرہ ایسے مواقع پر زیادہ کارآمد ہوتا ہے۔ مگر میں باوجودیکہ وہ مہیا ہو سکتا تھا۔ اسے قبرستان میں نہیں لے گیا تھا۔ میں Original Negatives لایا ہوں جو پیش کرتا ہوں۔ یہ ایگزبٹ $\frac{Dm}{2}$ اور $\frac{Dl}{1}$ ہیں۔

بجواب مکرر جرح۔ میں چونکہ فیلڈ کیمرہ کو اس تیزی سے استعمال کر سکتا تھا جس سے ہینڈ کیمرہ بلکہ اس سے بہتر۔ اس لئے میں فیلڈ کیمرہ ہی لے گیا۔

بیان گواہ مولوی ارجمند خانصاحب

میں مولوی فاضل اور بی۔ ٹی اور جماعت احمدیہ کا قاضی ہوں۔ میں منگو کی لڑکی کے جنازہ کے ساتھ ۱۶ر جون ۱۹۳۶ء کو مدرسہ احمدیہ سے قبرستان گیا تھا۔ مہتہ عبدالرزاق نے اس روز دو فوٹو وہاں لئے تھے۔ ایگزبٹ D.L. اور D.M. اس نظارہ کی صحیح تصویریں ہیں۔ D.M. میں نشان K میری تصویر ہے۔ ان ملزمین میں سے کسی نے بھی عبدالحق کو نہیں مارا۔ مارنے والے بعض لڑکے تھے جن میں عطاء الرحمٰن اور عمر خطاب بھی تھے۔ عبدالرحمٰن جٹ اور ظہور احمد ملزمان آئے اور انہوں نے مارنے والوں کو روکا۔ اور دھکے دیکر پرے کیا کسی ملزم نے یا کسی اور نے مارنے کیلئے کوئی آرڈر نہیں دیا۔ نہ ہی کوئی وسل یا بگل کی آواز سنائی دی۔ ملزم عبدالرحمٰن جٹ کور کی وردی میں نہیں تھا۔ کوئی اور بھی کور کے لباس میں نہ تھا۔ عبدالرحمٰن جٹ ملزم قضاء کے انچارج ہیں۔

بجواب جرح:۔ اس روز احمدیہ سکول کی ہائی کلاسوں یعنی پانچویں۔ چھٹی اور ساتویں جماعتیں جنازہ میں شریک ہوئی تھیں۔ جیسا کہ عام قاعدہ ہے۔ صرف دو استاد یعنی میں اور مولوی عبدالرحمٰن جٹ ساتھ گئے تھے۔ مجھے علم نہیں کہ ۱۵ر جون ۱۹۳۶ء کو کوئی بچے فوت ہوئے۔ اور کہ کوئی سکول کے لڑکے ان کے جنازوں میں شریک ہوئے ۱۷ر جون ۱۹۳۶ء کو میں بیمار تھا اس لئے نہیں جانتا کہ اس روز کوئی احمدی فوت ہوا متذکرہ صدر دو حملہ آوروں کے علاوہ میں کسی اور کو نہیں جانتا۔ ان کے چہروں کو بھی میں نے نہیں دیکھا۔ مگر وہ لڑکے تھے ملزمین میں سے میں نے وہاں صرف عبدالرحمٰن جٹ ظہور احمد ولی محمد اور غلام محمد کو دیکھا تھا۔ میں شناخت پریڈ میں نہیں گیا۔ نہ ہی مجھے علم ہوا۔ کہ کوئی اس مقدمہ کی تفتیش کر رہا ہے۔ عمر خطاب احمدیہ سکول کا طالب علم ہے۔ سکول سے چلتے وقت میں نے دو تین لڑکوں کے پاس لاٹھیاں دیکھی تھیں۔ میں نے انھیں لاٹھیاں لے جانے سے منع نہیں کیا۔ حفاظت خود اختیاری اور لاش کی بے حرمتی سے بچنے کے لئے ان کے لے جانے میں میں نے حرج نہیں سمجھا جس کا احرار کی طرف سے خطرہ تھا۔ میں نے کسی افسر کے سامنے کوئی بیان نہیں دیا۔

بجواب مکرر جرح:۔ میں نے کسی افسر کے سامنے کوئی بیان نہ دیا۔ کیونکہ کسی نے مجھ سے پوچھا نہیں۔ ۱۵ر جون ۱۹۳۶ء کو احمدیہ سکول میں کوئی جنازہ نہیں آیا۔ سکول کے طالب علم صرف اسی جنازہ کے ساتھ جاتے ہیں۔ جو سکول میں آئے۔

بیان گواہ غلام محمد صاحب رنگر

میں بھی جنازہ کے ساتھ گیا تھا۔ اور مدرسہ احمدیہ سے شامل ہوا تھا۔ جب ولی محمد قبر کھودنے لگا۔ تو عبدالحق نے آ کر کہی پکڑ لی۔ اس پر باہم کشمکش ہوئی عبدالحق زمین پر گر گیا۔ اور ولی محمد نے کہی چھین لی۔ وہ پھر اٹھا۔ اور پھر چھیننے کی کوشش کی۔ اس پر اسے عطاء الرحمٰن اور بعض اور لڑکوں نے مارا۔ عبدالرحمٰن جٹ اور ظہور احمد ملزمان بھاگے آئے۔ اور مارنے والوں کو ہٹایا۔ کسی احمدی نے وہاں کور کی وردی نہیں پہنی ہوئی تھی۔ کوئی وسل یا بگل نہیں بجایا گیا۔ نہ ہی کسی نے احراریوں کو گالیاں دیں۔ ملزمین میں سے میرے سامنے کسی نے نہیں مارا۔ عبداللہ کبابی جو اس وقت عدالت میں موجود ہے۔ اسے مارتے دیکھا تھا

بجواب جرح:۔ میرا مکان احمدیہ سکول کے قریب ہے۔ حملہ آوروں کے پاس سوٹیاں تھیں جو معلوم نہیں کہاں سے لیں۔ میرے سامنے دو تین سوٹیاں ہی اسے پڑیں۔ اس کے گرنے کے بعد اسے کسی نے نہیں مارا۔ تیسرے حملہ آور کو میں نے قادیان میں کئی بار پھرتے دیکھا ہے۔ مگر اس کا نام نہیں جانتا نہ ہی کبھی اس سے معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ وہ کون ہے۔ پولیس افسر اور مجسٹریٹ اس مقدمہ کی تفتیش کے لئے قادیان گئے تھے۔ مگر میں نے کسی سے نہیں کہا۔ کہ حملہ آور کون ہے۔ عبدالحق کے ساتھ کسی نے میرے سامنے بات نہیں کی۔ لالہ وزیر چند واقعہ کے بعد آیا۔ مگر اس نے بھی عبدالحق سے کوئی بات نہیں کی اس کے آنے کے پندرہ بیس منٹ بعد ہم چلے گئے۔ زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹہ بعد

بجواب مکرر جرح:۔ مجھے کسی پولیس والے نے یا مجسٹریٹ نے اس واقعہ کے متعلق کچھ نہیں پوچھا۔

بیان گواہ قاری غلام مجتبیٰ صاحب

میں قادیان کی احمدیہ لوکل کمیٹی کا پریذیڈنٹ ہوں۔ اور اپنے محلہ کی کمیٹی کا بھی۔ عبدالرحمٰن جٹ ملزم جنرل سیکرٹری ہیں۔ خیر دین ملزم میرے محلہ کے سیکرٹری امور عامہ ہیں۔ ۱۵/۱/۳۶ کی شام کو عبدالرحمٰن جٹ ملزم اور میں پولیس چوکی میں گئے تھے۔ عبدالرحمٰن جٹ ملزم نے مجھے کہا تھا۔ کہ مجھے پولیس نے بلایا ہے۔ خیر دین ملزم بھی ہمارے ساتھ تھا۔ اس لئے آپ میرے ساتھ چلیں لالہ وزیر چند نے ہمیں کہا۔ کہ چونکہ احرار کی طرف سے فساد کا خطرہ ہے۔ اس لئے آپ لوگ رات کو منگو کی لڑکی کو دفن نہ کریں۔ اور ہم نے اسے تسلیم کرلیا تھا۔ اور منگو کو جاکر اطلاع دیدی تھی۔ میں اکثر اپنے فرائض کے سلسلہ میں چوکی آتا جاتا رہتا ہوں۔ منگو کی لڑکی کے فوت ہونے سے ایک روز قبل بھی میں ایک جنازہ کے ساتھ قبرستان گیا تھا۔ میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ کہ ایک یا دو روز قبل۔ اس روز ایک احراری حنیفا نے رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں پہلے اسے نہیں جانتا تھا۔ کسی نے بتایا تھا۔ کہ یہ حنیفا ہے۔ اس کے بعد چھ سات اور احراری آگئے۔ جس وقت وہ پہنچے۔ ہم دعا کرکے چل دیئے۔

بیان گواہ عبداللہ صاحب

میں بھی جنازہ کے ساتھ گیا تھا ہم قریباً پچاس ساٹھ آدمی تھے۔ ہمارے جانے پر پولیس موجود تھی۔ ولی محمد کو قبر کھودنے کے لئے کہا گیا تھا۔ وہ کھودنے لگا۔ تو عبدالحق نے کہی پکڑ لی ولی محمد نے چھڑانے کی کوشش کی۔ تو عبدالحق گر گیا۔ اس نے اٹھ کر پھر پکڑنے کی کوشش کی۔ مگر تین چار لڑکوں نے اسے مارا۔ مارنے والوں میں ایک عبداللہ کبابی ایک نظام جان کا لڑکا اور دو اور لڑکے تھے۔ جنہیں میں پہچان سکتا ہوں۔ مگر جانتا نہیں۔ عبدالرحمٰن جٹ ملزم نے آواز بلند کہا کہ اسے کوئی نہ مارے اور ان لڑکوں کو ہٹایا۔ ظہور احمد ملزم بھی اس کے ساتھ ہٹاتا رہا تھا۔ اس کے بعد دو حلقے بنا دیئے گئے۔ بعد میں لالہ وزیر چند بھی آیا۔ اور پوچھا کہ کون روکتا ہے۔ کسی نے جواب دیا کہ احراری روک رہے ہیں۔ لالہ وزیر چند نے کہا کہ ابھی قبر مکمل نہ کرو اور خود احراریوں کی طرف چلا گیا۔ ظہور احمد ملزم نے کہا کہ اگر روکنا ہے تو تحریری آرڈر دو۔ کیونکہ میت کل کی پڑی ہوئی ہے۔ بیس پچیس منٹ بعد احمدی وہاں سے واپس آگئے۔ قریباً دو اڑھائی سو احمدی وہاں جمع تھے۔ کوئی وردی میں کوئی نہیں تھا۔ احرار کو کسی احمدی نے کوئی گالی نہیں دی۔ نہ ہی کسی نے وسل یا بگل بجایا۔ میرے خاندان کی احمدی میتیں اسی قبرستان میں دفن ہوتی ہیں۔

بجواب جرح۔ میرا مکان بڑے بازار کے چوک میں ہے۔ میں سکول سے جنازہ کے ساتھ شامل ہوا تھا۔ وہاں پچاس کے قریب آدمی تھے۔ بعض لوگ رستے میں بھی شامل ہوتے گئے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ بٹالوی گیٹ سے قبرستان تک کتنے آدمی شامل ہوئے۔ مگر قبرستان پہنچنے تک قریباً سو آدمی جنازہ کے ساتھ تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ عبداللہ کبابی عطاء الرحمٰن یا دوسرے حملہ آور کب اور کہاں شامل ہوئے۔ میں نے انہیں مارتے ہوئے ہی دیکھا تھا۔ جب ہم پہنچے۔ عبدالحق محمد اسحٰق اور محمد دین ماشکی پولیس کے پاس قبر کے قریب ہی کھڑے تھے۔ پولیس والے قبر کی جگہ سے دو تین کرم کے فاصلہ پر تھے ہم میں سے کسی نے عبدالحق کو پکڑ کر پیچھے کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جب وہ پہلی مرتبہ روک رہا تھا۔ بعض احمدی زبانی منع کر رہے تھے۔ پولیس میں سے کسی نے اسے روکنے کو نہیں کہا۔ پولیس احراریوں کی طرف داری کر رہی تھی۔ میں نے کسی پولیس افسر مجسٹریٹ یا ناظر امور عامہ کے سامنے کوئی بیان نہیں دیا۔ مجھے علم نہیں۔ حملہ آوروں نے لاٹھیاں کہاں سے لیں۔ ان کے پاس لاٹھیاں تھیں۔ اور میں نے وہی لاٹھیاں وہاں دیکھیں۔ مجھے علم نہیں۔ کہ سکول کے کوئی لڑکے جنازہ میں شامل ہوئے یا نہیں۔ ہاں بعض لڑکے موجود تھے

بجواب مکرر جرح۔ کسی پولیس والے یا کسی مجسٹریٹ نے مجھ سے کوئی بیان نہیں لیا۔

بیان گواہ شریف احمد صاحب

میں بھی جنازہ کے ساتھ گیا تھا۔ مدرسہ احمدیہ سے شامل ہوا تھا۔ مدرسہ کے قریب میں ایک مکان بنوا رہا تھا۔ قبرستان میں قریباً دو اڑھائی سو احمدی تھے۔ ملزم ولی محمد نے عبدالرحمٰن جٹ ملزم کے کہنے پر قبر کھودنے کی کوشش کی۔ عبدالرحمٰن جٹ تو دکچھ فاصلہ پر جنازہ کے پاس چلا گیا تھا۔ ایک شخص جس کا نام مجھے معلوم نہیں۔ مگر احرار کے دفتر کے نیچے رنگریزی کا کام کرتا ہے۔ آگے آیا اور کہنے لگا۔ کہ میں مر جاؤں گا۔ مگر یہاں قبر نہیں کھودنے دوں گا۔ ولی محمد نے جھٹکہ مار کر کہی چھین لی۔ اور وہ گر گیا۔ مگر پھر اٹھ کر روکنے لگا۔ اس پر بعض لڑکوں نے جن میں سے میں صرف عطاء الرحمٰن کو جانتا ہوں اسے مارنا شروع کردیا۔ ملزمین میں سے اسے کسی نے نہیں مارا۔ مولوی عبدالرحمٰن جٹ اور ظہور احمد ملزمان نے آکر اسے چھڑا دیا۔ اس کے بعد پولیس والے قبر کے قریب آگئے۔ اور دفن کرنے سے روک دیا۔ احمدیوں نے دو حلقے بنا لئے۔ تا احراری مزید رکاوٹ نہ کر سکیں۔ چند منٹ بعد لالہ وزیر چند آگیا۔ اور کہا کون روکتا ہے۔ میت اس وقت تک قبر میں رکھی جا چکی تھی۔ اور اینٹیں لگائی جا رہی تھیں۔ آخرکار لالہ وزیر چند احرار کی طرف چلا گیا۔ کسی ملزم یا کسی اور احمدی نے کوئی وردی نہیں پہنی ہوئی تھی۔ میں ۶/۱/۳۶ کو بھی قبرستان گیا تھا۔ ماسٹر مولاداد کے لڑکے کے جنازہ کے ساتھ۔ اس روز بھی کچھ احراری جن میں ماموں کشمیری اور محمد اسحٰق وغیرہ تھے۔ شرارت کرنا چاہتے تھے۔ پولیس ان کی امداد کر رہی تھی۔ مگر ہم جھگڑے سے بچنا چاہتے تھے پولیس والے احراریوں کو دھکیل کر آگے کر رہے تھے۔

بجواب جرح۔ ۱۶/۱/۳۶ کو جب لالہ وزیر چند احراریوں کے پاس جو بوہڑ کے نیچے تھے۔ جانے لگا تو عبدالرحمٰن جٹ ملزم بھی کچھ دور تک اس کے ساتھ گیا۔ عبدالرحمٰن جٹ ملزم نے ہی اسے کہا تھا۔ کہ احرار کو یہاں نہ بلایا جائے کیونکہ فساد کا خطرہ ہے۔ آپ خود ان کے پاس چلے جائیں۔ کچھ احمدی چند منٹ کے بعد لالہ وزیر چند سے پوچھنے گئے کہ قبر مکمل کرنے کی اجازت ہے یا نہیں پھر کسی نے آواز دی کہ اجازت ہوگئی ہے۔ اس پر قبر مکمل کرکے احمدی آگئے مجھے معلوم نہیں کس نے یہ اجازت دی۔ جب سکول سے چلے دس پندرہ لوگوں کے پاس لاٹھیاں ہوں گی۔ میں نہیں جانتا۔ عطاء الرحمٰن کب اور کہاں سے شامل ہوا۔ میں نے اس وقت اسے دیکھا۔ جب وہ مارنے لگا۔ اس کے پاس جو لاٹھی تھی وہ قریباً پانچ فٹ ہوگی۔ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ باقی مارنے والوں کے پاس لاٹھیاں تھیں یا سوٹیاں مجھے یاد نہیں۔ لالہ وزیر چند سے کسی نے عبدالحق کی طرف اشارہ کرکے کہا ہو کہ یہ روک رہا ہے۔ لالہ وزیر چند نے عبدالحق سے کوئی بات نہیں کی۔ باقی مارنے والوں کو میں نے اس واقعہ کے بعد کبھی نہیں دیکھا۔ ان کے چہرے اس وقت دیکھے تھے۔ مگر اب بھول گیا ہوں۔ اکثر ملزمین کو میں اس واقعہ سے قبل جانتا تھا۔

بیان گواہ مرزا محمد افضل بیگ صاحب

میں بھی جنازہ کے ساتھ گیا۔ میرے سامنے ملزمین میں سے کسی نے عبدالحق کو نہیں مارا۔ دو تین لڑکوں نے اسے مارا جنہیں میں نہیں جانتا۔ عبدالحق کے ساتھ جو احراری تھے۔ وہ بھاگ گئے تھے۔ میں شناخت پریڈ میں شامل ہوا تھا۔ کوئی کسی وردی کسی احمدی نے نہیں پہنی ہوئی تھی۔ کسی نے احراریوں کو گالی وغیرہ نہیں دی۔ جب دو حلقے بن گئے۔ تو اس کے بعد محمد تقی ملزم وہاں آیا۔ اور بیرونی حلقے کے اندر آگیا۔ مگر عبدالرحمٰن جٹ ملزم نے اسے دھکے مار کر باہر نکال دیا۔ قبرستان میں احمدی زیادہ سے زیادہ دو سو کے قریب تھے

بجواب جرح۔ میں نے مارنیوالوں کے چہرے نہیں دیکھے۔ جب ہم پہنچے دو تین احراری قبر کے پاس تھے۔ اور کچھ بوہڑ کے نیچے تھے میں حرف عبدالحق کو جانتا ہوں۔

بیان گواہ سراج الدین مؤذن

میں بھی قبرستان میں گیا تھا۔ قبرستان میں کل دو اڑھائی سو احمدی تھے۔

جنازہ میں نے پختہ چار دیواری کے پاس رکھا تھا۔ محمد حیات اور عبدالرحمن جٹ ملزمان میت کے پاس تھے۔ شور ہوا۔ تو یہ دونو اسطرف دوڑے اور میں وہیں کھڑا رہا۔ میں نے عبدالرحمن ملزم کو بہ آواز بلند ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ کہتے سنا تھا۔ کسی احمدی نے کور کی وردی نہیں پہنی ہوئی تھی۔ کچھ احراری بوہڑ کے نیچے تھے۔ وسل یا بگل کی کوئی آواز میں نے نہیں سنی۔ میں حلقوں سے باہر ہی رہا ہوں۔ جنازہ کی نماز مولوی عبدالرحمن جٹ ملزم نے پڑھائی۔ میں نے بھی پڑھی تھی ۱۴ کو بھی میں مولاداد کے لڑکے کی میت کیسا تھ گیا تھا۔ اس روز بھی پولیس وہاں تھی۔ جب ہم دفن کر چکے۔ تو کچھ احراری بھی آ گئے۔ پولیس والے ایک بڈھے احراری کو آگے دھکیلتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آگے جا کر مرو۔ اس روز خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی تھی

بجواب جرح۔ میں مسجد اقصیٰ کا مؤذن ہوں گیارہ روپے ماہوار تنخواہ ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں۔ مولوی خیر دین صاحب اس کے مختار عام ہیں۔ میں چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا۔ اس لئے قبر کے پاس کسی احراری کو نہیں دیکھا۔ عبدالرحمن جٹ ملزم اس روز اس ساری تقریب کے امیر تھے۔

دو درخواستیں

حسب ذیل درخواستیں پیش کی گئیں

۱ جناب عالی مندرجہ ذیل گواہان کو طلب فرمایا جاوے

(۱) سول سرجن صاحب متعینہ سول ہسپتال امرتسر برائے تصدیقی سرٹیفکیٹ ۲۲/۱۲ مجروب عبدالحق

(۲) ایجنٹ امپیریل بنک آف انڈیا امرتسر معہ ایک سربمہر لفافہ مدخلہ چودھری ظہور احمد جنرل سکریٹری نیشنل لیگ مورخہ ۱۷/۱۲/۳۶ برائے رسید ۱۷/۱۲ safe custody

رجسٹرد ساتھ لائے۔

(۳) ریکارڈ کیپر دفتر سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس گورداسپور۔ مع اصل رپٹ ہائے مندرجہ ذیل۔

(الف) اصل رپٹ ۱۱ مورخہ ۶/۱۲/۳۵ منجانب عبدالرحمن سربراہ نمبردار ولد شادی کشمیری ساکن قادیان بنام انچارج چوکی قادیان

(ب) اصل رپٹ ۱۲ مورخہ ۶/۱۲/۳۵ منجانب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ بذریعہ مولوی ظفر محمد صاحب ولد فتح محمد صاحب مولوی فاضل بوقت ½ ۶ بجے شام بنام انچارج چوکی قادیان۔

(ج) اصل رپٹ ۱۴ مورخہ ۶/۱۲/۳۵ منجانب منگو ولد شرف دین قوم کمہار ساکن قادیان بوقت ۷ بجے شام بنام انچارج پولیس چوکی قادیان۔

(د) اصل رپٹ ۱۸ مورخہ ۶/۱۲/۳۵ منجانب شیخ یوسف علی نائب ناظر امور عامہ قادیان بنام انچارج پولیس چوکی قادیان بوقت ۹ بجکر ۴۵ منٹ رات

(ہ) تار مورخہ ۶/۱۲/۳۵ منجانب لالہ وزیر چند اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس چوکی قادیان بنام راجہ عمر دراز خان سب انسپکٹر پولیس بٹالہ بوقت تقریباً ساڑھے آٹھ بجے صبح درباره وقوعہ قبرستان قادیان ریکارڈ کیپر یا کسی متعلقہ کلرک کے ہاتھ مندرجہ بالا دستاویزات پیش کی جاویں

۴۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب سابق ناظر امور عامہ قادیان برائے تصدیق رپٹ ۱۲ مورخہ ۶/۱۲/۳۵ اور امورات

متعلقہ دھمکی نصرت تیاریات منا ربان۔ گواہان صفائی جنہوں نے عبدالحق مضروب کو مارنا بیان کیا ہے۔

۵۔ شیخ یوسف علی صاحب نائب ناظر امور عامہ قادیان برائے تصدیق رپٹ نمبر ۱۸ مورخہ ۵/۶/۳۶

۶۔ سپرنٹنڈنٹ D. P. Police گورداسپور راس رجالندھر سابق D. P. گورداسپور امر کی تصدیق کے لئے ہے کہ خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے ان کو کہا تھا۔ کہ ہم اصل ملزمان کو پیش کر دیتے ہیں بشرطیکہ ملزمان موجودہ کے خلاف استغاثہ کو واپس لے لیا جائے کیونکہ وہ بے گناہ ہیں۔

۷۔ رئیس قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق قادیان برائے ثابت کرنے پرچہ جات فاروق متعلقہ جیکے شامل مسل کرنے کے متعلق فاضل عدالت اجازت فرمائیگی ہے۔

۸۔ راجہ عمر دراز خان سابق سب انسپکٹر پولیس بٹالہ۔ حاضر پولیس لائن گورداسپور بمع تار مورخہ ۱۴/۶/۳۶ منجانب لالہ وزیر چند اسسٹنٹ سب انسپکٹر قادیان بنام راجہ عمر دراز خان سب انسپکٹر پولیس بٹالہ بوقت ۷۔۸ بجے صبح دربارہ وقوعہ۔

۹۔ کپتان ڈاکٹر نوابدین صاحب اسسٹنٹ سرجن متعینہ سول ہسپتال امرتسر برائے ثبوت ایکسرے۔

۱۰۔ ماسٹر تاج دین لدھانوی انچارج دفتر احرار قادیان معہ جملہ حسابات آمد و خرچ مجلس احرار قادیان۔ از ابتدائے ستمبر ۱۹۳۴ء تا حال ۱۹۳۶ء برائے ثبوت اس امر کے کہ مقدمہ ہذا بر خلاف ملزمان سازش ہے اور گواہان استغاثہ جانبدارانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ (۱۱) ماسٹر مولاداد صاحب مدرس سنگوہا۔ گواہ میاں خیر دین ملزم۔ (۱۲) مسٹر ڈزنی اے ڈی ایم گورداسپور عرضی:۔ ظہور احمد بقلم خود عبدالرحمٰن جٹ بقلم خود۔ خیر الدین بقلم خود ۱۵/۱/۳۷

(۲) جنابعالی بمقدمہ مندرجہ عنوان مندرجہ ذیل دو مسلہ طلب فرمائی جائیں۔

(۱) سرکار بنام محمد حنیف ولد چوہڑ شاہ ساکن قادیان جرم دفعہ ۳۳۴ تعزیرات ہند حکم کا فیصلہ مسٹر ڈزنی صاحب ایڈیشنل مجسٹریٹ بہادر گورداسپور نے مورخہ ۱/۳/۳۵ کو کیا اس مسل سے ظاہر ہوگا کہ ملزم عبدالرحمٰن سرپرانہ نمبردار کے ساتھ گواہان استغاثہ کو عداوت ہے جو

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نئی دہلی ۱۶ جنوری۔ وادی خیبورہ کے متعلق ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ۱۲ جنوری سے لے کر ۱۵ جنوری تک وادی میں بالکل امن رہا۔ ۱۳ اور ۱۴ جنوری کی درمیانی شب پٹھانوں نے انگریزی کیمپ پر گولیاں چلائیں۔ ایک ہندوستانی سپاہی مجروح ہوا۔ انگریزی طیاروں نے دشمن کی ایک جماعت کا سراغ لگایا۔ سڑک کی تعمیر کا کام تسلی بخش طور پر جاری ہے۔

لنڈن ۱۶ جنوری شاہ جارج ششم کے جشن تاجپوشی کے متعلق پروگرام شائع ہوگیا ہے۔ سب سے پہلے ۵ اور ۶ مئی کو شاہی دربار منعقد ہوگا۔ ۱۰ مئی کو سرکاری دعوت ہوگی۔ تاج پوشی کے روز شام کے وقت ملک معظم اپنی سلطنت کے نام ریڈیو پر پیغام دیں گے۔

کیپ ٹاؤن ۱۶ جنوری۔ سر رضا علی یورپ سے واپس کیپ ٹاؤن پہنچ گئے ہیں۔ اور ان کی صحت بالکل بحال ہوگئی۔

جبل الطارق ۱۶ جنوری۔ باغیوں نے شدید جنگ کے بعد ایسٹی پونا پر قبضہ کرلیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ایسٹی پونا پر باغیوں کی جس فوج نے حملہ کیا وہ دس ہزار سے زائد سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ اس میں ۱۰ ہزار مراکشی اور ۵ ہزار اطالوی شامل تھے۔ دو ہوائی جہازوں نے ایسٹی پونا پر بم پھینکے۔ اور باغیوں کے کئی بحری جہازوں نے سمندر پر سے شہر پر گولہ باری کی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس لڑائی میں فریقین کا سخت نقصان ہوا۔

لنڈن ۱۵ جنوری مسٹر ڈی ویلرا اور مسٹر میکڈانلڈ کے درمیان انگلستان اور آئرلینڈ کے اختلافات و نزاعات پر اہم ملاقات ہوئی۔ ملاقات کے بعد سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ غیر رسمی طور پر بہت سے ایسے مسائل پر بحث و تمحیص ہوتی۔ جن کا تعلق ہر دو ممالک کے باہمی تعلقات سے ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر میکڈانلڈ اور ڈی ویلرا نے اس مسئلہ پر بھی بحث کی۔ کہ فری سٹیٹ کے نمائندے جشن تاجپوشی اور امپیریل کونسل میں شرکت کریں۔ اور اس امر کی بھی وضاحت کی گئی۔ کہ فری سٹیٹ کے جدید قانون کے باعث اس کی آئینی حیثیت کیا ہوگی۔

نئی دہلی ۱۶ جنوری۔ ہندوستان کی انتخابی تاریخ میں آج پہلی دفعہ ہوائی جہاز کا استعمال کیا گیا۔ جب کہ پنڈت جواہر لال نہرو ایک ہوائی جہاز میں بیٹھ کر پنجاب کے انتخابی دورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور رہتک کے ہوائی مستقر میں اتر کے رہتک میں ایک تقریر کے دوران میں انہوں نے غزنوی پردوان معاہدہ کی مذمت کی۔

پیرس ۱۶ جنوری۔ فرانسیسی باشندوں کو ہسپانیہ جا کر بطور والنٹیر فوجی خدمات سرانجام دینے کی ممانعت کے مسودہ قانون کو فرانسیسی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر منظور کرلیا ہے۔ پارلیمنٹ نے مسودہ قانون کو منظور کرتے ہوئے کابینہ کو اختیار دیدیا ہے۔ کہ اگر دوسرے ممالک بھی غیر ملکی بھرتی کے متعلق حکومت برطانیہ کے وضع کردہ قوانین کی قسم کے ضوابط منظور کریں تو فرانس میں فوراً اس نئے قانون پر عمل کیا جائے۔ فرانس کے پاس کردہ قانون کی تاریخ نفاذ کا اعلان بین الاقوامی سمجھوتہ سے کیا جائے گا۔ تاکہ تمام حکومتیں بیک وقت رضا کاروں پر پابندیاں عاید کردیں۔ یہ قانون ۶ ماہ تک جاری رہے گا۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ایک سے ۶ ماہ تک قید اور ایک سو سے لے کر ایک ہزار فرانک تک جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

لاہور ۱۶ جنوری۔ پنجاب یونیورسٹی ایکٹ ۱۸۸۲ء کی دفعہ ۵ (ڈ) کی رو سے گورنر کو بحیثیت چانسلر جو اختیارات حاصل ہیں انہیں بروئے کار لاتے ہوئے گورنر پنجاب نے مسٹر ایم۔ ایل ڈارلنگ فنانشل کمشنر پنجاب کو وائس چانسلر مقرر کیا ہے۔

لنڈن ۱۵ جنوری۔ فیلڈ مارشل لارڈ ملٹن نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ برطانی نوجوانوں کو کثیر تعداد میں فوجی تربیت حاصل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس وقت برطانیہ خطرہ میں ہے۔ بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی پانچ سال تک جنگ نہیں ہوگی۔ اس لئے ہمارے پاس تیاری کے لئے کافی وقت ہے۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں۔ کہ جنگ پانچ سال میں نہیں۔ بلکہ پانچ ماہ کے اندر چھڑ سکتی ہے۔

امرتسر ۱۶ جنوری گیہوں حاضر ۳ روپے ۶ آنے سے ۳ روپے ۱۰ آنے تک۔ گیہوں چیت ۳ روپے ۱۴ آنے ۳/۴ ۶ پائی۔ نخود حاضر ۲ روپے ۶ آنے کھانڈ دیسی ۷ روپے ۲ آنے سے ۸ روپے ۶ آنے تک۔ کپاس ۷ روپے ۱۰ آنے روئی ۱۶ روپے ۴ آنے سونا دیسی ۳۵ روپے ۱۴ آنے۔ چاندی دیسی ۵۲ روپے ۸ آنے ہے۔

الہ آباد ۱۶ جنوری۔ یو۔ پی گورنمنٹ نے بیکاری کے مسئلہ کے متعلق ایک اور تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی ہے۔ جس میں ۱۴ انجنیئر اور چند دیگر افسر جن کا تعلق صنعتی اداروں سے ہے۔ شامل ہیں۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ میکینیکل اور الیکٹریکل انجنیئرنگ کالجوں اور سکولوں کے سابق طلبا کو ریلوے اور دیگر ورکشاپوں میں مفت عملی تربیت دینے کے کام کا انتظام کیا جائے گا۔

کھڑگ پور ۱۶ جنوری۔ مسٹر وی گری رکن اسمبلی و جنرل سیکرٹری آل انڈیا ریلوے مینز فیڈریشن نے اعلان کیا۔ کہ بنگال ناگپور ریلوے لائن پر ہڑتال کو حسب ضرورت چھ ماہ یا اس سے زائد عرصہ کے لئے جاری رکھا جائیگا۔ اور جب تک باعزت سمجھوتہ نہ ہوگا۔ اس وقت تک ہڑتال کو بند نہ کیا جائے گا۔ مزید کہا۔ کہ اگر اس قضیہ کو صلح صفائی سے سلجھانے کے لئے میری کوششیں ناکام رہیں۔ تو مجھے فیڈریشن کو تمام ہندوستان میں ہڑتال کا اعلان کرنے کے لئے انتہائی قدم اٹھانا پڑے گا۔